یوحنا 15 باب – رخصت ہونے والا یسوع اپنے شاگردوں کو اپنے اندر موجود زندگی کے بارے میں سکھاتا ہے

"جتنے لوگ بھی اِس گفتگو کا مطالعہ کرتے ہیں جو یوحنا نے اپنی انجیل کے اندر محفوظ کی ہے اُن کو یہ معلوم ہو گا کہ یہاں پر مرقوم باتیں بظاہر کتنی سادہ لگتی ہیں لیکن حقیقت میں اگر اُنکی معمولی سی بھی سمجھ آئے تو کس قدر افضل اور ماوراہیں۔ جب یوحنا یہ باتیں بیان کر رہا ہے تو وہ ایک طرح سے آسمانوں کی سیر کر رہا ہے، کیا ہم بھی جب اِن کا مطالعہ کرتے ہیں تو ایسا محسوس کرتے ہیں؟ یہ بائبل میں پائی جانے والی طاقتور ترین رُوحانی خوراک ہے۔" (ٹرینچ)

الف: جب یسوع رخصت ہوتا ہے تو اُس کیساتھ تعلق

1. (1-3 آیات) یسوع بطور حقیقی انگور کا درخت

انگور کا حقیقی درخت مَیں ہوں اور میرا باپ باغبان ہے۔ جو ڈالی مجھ میں ہے۔ اور پھل نہیں لاتی اُسے وہ کاٹ ڈالتا ہے اور جو پھل لاتی ہے اُسے چھانٹتا ہے تاکہ زیادہ پھل لائے۔ اب تم اِس کلام کے سبب سے جو مَیں نے تم سے کیا پاک ہو۔

اَ. انگور کا حقیقی درخت مَیں ہوں: یہ ایک ایسی مثال تھی جس سے وہ سب خوب واقف تھے۔ عبرانی کلام میں خُدا نے انگور کی تاک یا انگور کی بیل کو اپنے لوگوں سے تشبیہ دی ہے (اِسکی ایک مثال زبور 80 کی 8-9 آیات ہے)۔ لیکن زیادہ تر یہ تشبیہ منفی طور پر دی گئی تھی (جیسے کہ یسعیاہ 5 باب 1-2،7 آیات اور یرمیاہ 2 باب 21 آیت)۔ جس وقت یسوع اُن یہ سے باتیں کر رہا تھا اُس سے ایک ہفتہ پہلے ہی اُس نے انگور کی تاک کی تمثیل سنائی تھی جس کے مطابق اسرائیل قوم کو اُس تاک سے تشبیہ دی تھی (متی 21 باب 23-44 آیات)۔

i. یسوع نے یہ باتیں اپنے شاگردوں سے کی تھیں غالباً اُس وقت جب وہ بالائی منزل پر اُٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے تاکہ روانہ ہوں۔ اُس نے انگور کے درخت کی مثال کو اِس لیے استعمال کیا کیونکہ قدیم اسرائیل میں ہر طرف انگوروں کی بیلیں نظر آتی تھیں۔ اور ہیکل کے سامنے بھی ایک خوبصورت سنہری بیل بنائی گئی تھی جو اِس بات کا اظہار تھا کہ اسرائیل خُدا کی تاک ہے۔ "اِس کے ساتھ ساتھ انگور کی بیل مسیحا کی علامت بھی تھی جس سے زیادہ تر لوگ واقف تھے۔" (ڈوڈز)

ii. اسرائیل قوم کے برعکس، یسوع انگور کا حقیقی درخت ہے۔ اگر ہم پھل لانا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ ہم اُس میں قائم ہوں (نہ کہ اسرائیلی قوم میں)۔ چونکہ ہم یسوع کے نئے عہد میں شامل ہیں تو ہماری پہلی پہچان نہ تو اسرائیل ہے اور نہ ہی کلیسیا ہے بلکہ ہماری پہلی پہچان یسوع مسیح کی ذات ہے۔

iii. خُدا اور اُس کے لوگوں کے باہمی تعلق کو ظاہر کرنے کے لیے کئی طرح کی چیزوں کی تشبیہات دی جاتی ہیں لیکن انگور اور اُس کی ڈالیوں کی تشبیہ خُدا کے لوگوں کے اُس پر مکمل انحصار اور اُس کے ساتھ مسلسل تعلق کی ضرورت پر زور دیتی ہے۔ انگور کی ایک ڈالی انگور کے درخت پر اُس سے زیادہ انحصار کرتی ہے جتنا انحصار ایک بھیڑ اپنے چرواہے پر کرتی ہے یا ایک بچہ اپنے باپ پر کرتا ہے۔ اب جب کہ یسوع اپنے شاگردوں سے رخصت ہو کر جا رہا تھا تو یہ بہت اہم اور حوصلہ افزائی کی بات ہے۔ یسوع اپنے شاگردوں کے ساتھ اور اُس کے شاگرد اُسکے ساتھ اِسی طرح جڑے رہیں گے جیسے شاخیں درخت کے ساتھ جڑی ہوئی ہوتی ہیں۔

ب. **میرا باپ باغبان ہے:** پرانے عہد نامے میں جب اسرائیل قوم کو انگور کی تاک سے تشبیہ دی گئی ہے وہاں خُدا کو بھی ایسی ذات کے طور پر پیش کیا گیا ہے جس نے وہ تاک لگائی اور جو اُس کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ نئے عہد نامے میں بھی خُدا اِسی کردار کو نبھاتا ہے۔

i. نئے عہد میں شامل ایمانداروں کا نہ صرف باغبان سے رشتہ ہے بلکہ اُس کا انگور کے درخت سے بھی بہت انمول رشتہ ہے، یعنی اُن کا خُدا باپ سے بھی رشتہ ہے اور خُدا بیٹے سے بھی خاص تعلق ہے۔

ج. **جو ڈالی مجھ میں ہے۔ اور پھل نہیں لاتی اُسے وہ کاٹ ڈالتا ہے:** وہ شاخیں جن کو کاٹ ڈالا جاتا ہے وہ درحقیقت درست یا حقیقی طور پر اُس درخت کے ساتھ جڑی ہوئی نہیں ہوتیں، اور اِس بات کی تصدیق اُن کے پھل نہ لانے سے ہوتی ہے۔

i. اِس حوالے کو ایک اور طریقے سے بھی سمجھا جا سکتا ہے اور اُس پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔ جیمز مونٹگمری بوئیس (کچھ دیگر علماء کے ساتھ) یہ رائے پیش کرتا ہے کہ جس یونانی لفظ [فعل] aireo کا ترجمہ کاٹ ڈالنا کیا گیا ہے اُس کا درست ترجمہ 'اوپر اُٹھانا' ہے۔ پس یہاں پر خیال پیش کیا جاتا ہے کہ باپ پھل نہ لانے والی شاخوں کو زمین پر سے اُوپر اُٹھاتا ہے (جیسا کہ قدیم دور میں تاکستان کا مالک کیا کرتا تھا)۔ وہ جو پرانے زمانے میں انگور کے تاکستان کی خبر گیری کرتے تھے وہ ایسی شاخوں کو زمین پر سے اوپر اٹھاتے تھے تاکہ اُنہیں زیادہ روشنی ملے اور وہ زیادہ پھل لائیں۔

ii. "اِس فقرے میں جس فعل کا ترجمہ کاٹ دینا کیا گیا ہے وہ یونانی لفظ aireo ہے جس کے لغوی معنی 'اوپر اُٹھانا' یا 'لے جانا' ہیں، دوسرا لفظ ہے kathaireo جس کے معنی ہیں 'کانٹ چھانٹ کر کے صاف کرنا'۔ پس مرکبی طور پر دیکھا جائے تو اِس کے معنی صفائی کرنا یا اُسے پاک کرنے کے ہیں۔" (ٹینی)

د. **جو پھل لاتی ہے اُسے چھانٹتا ہے:** چھانٹنے کے لیے جو لفظ استعمال ہوا ہے اِس کے معنی ہیں صفائی کرنا، اور یہ دیگر کئی ایک مقامات پر اِسی معنی کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ قدیم یونانی زبان میں یہ ایک ہی لفظ "صفائی" اور "چھانٹنے" کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ جو ڈالیاں پھل لاتی ہیں تاکستان کا مالک اُن کی صفائی ستھرائی کرتا ہے تاکہ وہ اور زیادہ پھل لائیں۔

i. "اگر انگور کی کسی بیل کو یونہی چھوڑ دیا جائے تو وہ بے ہنگم طور پر بڑھ جائے گی اور اُس کے پھل پر بھی بہت زیادہ اثر پڑے گا۔ لہٰذا انگور کی بیل کی کانٹ چھانٹ کرنا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔" (مورش)

ii. "مُردہ لکڑی بے پھل ہونے سے بھی بُری ہے، کیونکہ مُردہ لکڑی کے اندر بہت ساری بیماریاں جنم لیتی ہیں اور وہ اندر سے گلنا سڑنا شروع ہو جاتی ہے۔ پس خُدا باپ اپنے تاکستان میں سے مُردہ لکڑی یا شاخوں کو کاٹ ڈالتا ہے اور ایمانداروں کی اُن اصولوں کے تحت تربیت کرتا ہے جو اُن کی زندگی کو پھلدار بناتے ہیں۔" (ٹینی)

iii. "اگر خون کا بہایا جانا دردناک ہوتا ہے تو کسی چیز کا ایسے ہی سوکھ جانا اُس سے بھی بُرا ہوتا ہے۔ اِس لیے یہ بہتر ہے کہ ہماری کانٹ چھانٹ ہو بجائے اِس کے کہ ہمیں کاٹ کر جلایا جائے۔" (ٹراپ)

ہ. **تم اِس کلام کے سبب سے جو مَیں نے تم سے کیا پاک ہو:** اُن بارہ شاگردوں کے اندر کانٹ چھانٹ کا عمل پہلے ہی سے شروع ہو چکا تھا، اور یہ کام یسوع کے کلام کے وسیلے ہو رہا تھا۔ اُنہوں نے یسوع کی بہت ساری تعلیمات کو حاصل کر لیا تھا اِس لیے ایک طرح سے وہ اُس کے وسیلے پاک کئے جا چکے تھے۔

i. جب یسوع نے اُن سے کہا کہ تم۔۔۔پاک ہو، تو یسوع نے اِس بات کی وضاحت کی ہے کہ ایک ایماندار کی زندگی میں ایک تو بنیادی طور پر پاک کیا جانا ہے (یوحنا 13 باب 10 آیت)، اور اُس کے بعد اُس کی زندگی میں تقدیس کا عمل جاری رہتا ہے۔

ii. خُدا کا کلام ایمانداروں کا پاک کرتا ہے۔ یہ گناہ کی ملامت کرتا ہے، پاکیزگی کے لیے ترغیب دیتا ہے، بڑھوتری کی حفاظت کرتا ہے اور فتح مندی کو ظاہر کرتا ہے۔ یسوع اپنے کلام کے وسیلے اپنے لوگوں کی تقدیس کے عمل کو جاری رکھتا ہے (افسیوں 5 باب 26 آیت)

iii. "وہ ذریعہ جس کے وسیلے کانٹ چھانٹ اور صفائی کا عمل وقوع پذیر ہوتا ہے وہ خُدا کا کلام ہے۔ یہ گناہ کی ملامت کرتا ہے، پاکیزگی کے لیے ترغیب دیتا ہے، بڑھوتری کی حفاظت کرتا ہے اور فتح مندی کو ظاہر کرتا ہے۔ جب یسوع نے اُس کلام کو اپنے شاگردوں کی زندگی میں استعمال جو اُسے خُدا باپ کی طرف سے ملا تھا تو اُن کی زندگی میں کانٹ چھانٹ اور صفائی کا عمل شروع ہو گیا، اُس سے اُن کی زندگی کے گناہ دور ہوئے اور وہ مستقبل کی خدمت کے لیے تیار ہوئے۔" (ٹینی)

2. (4-5 آیات) شاخ اور انگور کے درخت کے درمیان حیات بخش رشتہ

تم مجھ میں قائم رہو اور مَیں تم میں جس طرح ڈالی اگر انگور کے درخت میں قائم نہ رہے تو اپنے آپ سے پھل نہیں لا سکتی اُسی طرح تم بھی اگر مجھ میں قائم نہ رہو تو پھل نہیں لا سکتے۔ مَیں انگور کا درخت ہوں تم ڈالیاں ہو۔ جو مجھ میں قائم رہتا ہے اور مَیں اُس میں وہی بہت پھل لاتا ہے کیونکہ مجھ سے جدا ہو کر تم کچھ نہیں کر سکتے۔

اَ. تم مجھ میں قائم رہو اور مَیں تم میں: یہاں پر یسوع اپنے اور اپنے پیروکاروں کے درمیان ایک باہمی رشتے کے بارے میں بات کر رہا ہے۔ یہ ایسا تعلق نہیں جس میں صرف شاگردوں نے اُستاد میں قائم رہنا ہے بلکہ اُستاد نے بھی شاگردوں میں قائم رہنا ہے۔ اِس طرح کے مضبوط اور قریبی تعلق کا بیان ہمیں کسی حد تک غزل الغزلات 6 باب 3 آیت میں ملتا ہے جہاں پر مرقوم ہے کہ "مَیں اپنے محبوب کی ہوں اور میرا محبوب میرا ہے۔"

i. یسوع نے اپنے شاگردوں کے سامنے یہ تصویر کشی اِس لیے کی کہ وہ اُنہیں اُس باہمی تعلق اور رفاقت کے بارے میں یقین دہانی کروانا چاہتا تھا جو کہ اُس کے اُن سے جسمانی طور پر بچھڑ جانے کے بعد بھی قائم رہنے والا تھا۔ لیکن اُس نے اِس بات کو اِس انداز سے پیش کیا ہے کہ ہم واضح طور پر دیکھ سکتے ہیں کہ اِس میں شاگردوں کو انتخاب کرنے کی اجازت تھی۔ قائم رہنے کے لیے اُن کو انتخاب کرنے کی ضرورت تھی۔

ii. "جب ہمارا خُداوند کہتا ہے کہ 'مجھ میں قائم رہو' تو وہ اُس مرضی، انتخاب اور اُن فیصلوں کے بارے میں بات کر رہا ہے جو ہم لیتے ہیں۔ ہمیں اُن چیزوں کے بارے میں فیصلہ کرنے کی ضرورت ہے جو ہمیں یسوع سے ملاتے ہیں، اُس کے ساتھ تعلق میں باندھتے ہیں اور اُس تعلق میں قائم رکھتے ہیں۔ یسوع میں قائم رہنے کا یہی مطلب ہے۔" (بوئیس)

ب. جس طرح ڈالی اگر انگور کے درخت میں قائم نہ رہے تو اپنے آپ سے پھل نہیں لا سکتی: اگر کوئی شاخ انگور کی بیل کے ساتھ جڑی ہوئی نہیں ہے تو اُس کے لیے پھل لانا ناممکن بات ہے۔ اِسی طرح یسوع کے شاگرد بھی اگر مکمل شعوری طور پر یسوع سے جڑے ہوئے نہیں اور اُس میں قائم نہیں رہتے تو خُدا کی بادشاہی کے لیے اُس کی پاک مرضی کے مطابق سچی بھلائی کے کام نہیں کر سکتے۔

i. "ہماری ساری ضروریاتِ زندگی اور ہمارے تحفظ کا دارومدار اور اُس کا اجراء یسوع کی ذات سے ہے۔ اچھی خواہش کی کونپل، اچھے فیصلے کا شگوفہ اور اچھے عمل کا پھل سب کچھ اُسی سے جاری ہوتا ہے۔" (ٹراپ)

ج. **مَیں انگور کا درخت ہوں تم ڈالیاں ہو:** یسوع اِس بات کو بار بار شاید اِس لیے کہہ رہا تھا کیونکہ اُن کی یہودی سوچ سمجھ کے مطابق زیادہ تر یہودی عاداتاً اسرائیل قوم کو انگور کا درخت اور تاک خیال کرتے تھے، لہٰذا شاگرد بھی اِس لحاظ سے یہ سوچ سکتے تھے کہ اسرائیل قوم انگور کا درخت ہے اور وہ اُس کا حصہ ہیں کیونکہ وہ یہودی ہیں۔ اب اُنہیں اسرائیل کی جگہ یسوع کو انگور کے حقیقی درخت کے طور پر ماننا تھا اور اُس میں قائم رہنا تھا۔

د. **جو مجھ میں قائم رہتا ہے اور مَیں اُس میں وہی بہت پھل لاتا ہے:** جو ڈالی درخت میں قائم رہتی ہے وہ پھل لازمی لاتی ہے۔ ہر ایک ڈالی میں پھل کی مقدار اور اُس کا معیار مختلف ہو سکتا ہے لیکن اُس کا پھل لانا ناگزیر ہوتا ہے۔

i. شاخ کا مقصد ہی پھل لانا ہوتا ہے۔ اگرچہ انگور کے پتوں کو بھی کئی طرح سے استعمال کیا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی شخص انگور کے پتوں کی خوبصورتی کا نظارہ کرنے کے لیے انگور کی بیل نہیں اُگاتا۔ وہ اُس کے بیج کو بونے، اُس کو پانی دینے، اُس کی دیکھ بھال کرنے کے ساتھ ساتھ اور بہت کچھ صرف اِس لیے کرتا ہے تاکہ وہ اُس کے پھل سے مستفید ہو سکے۔ اِس طرح سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ پھل مسیحی کردار کی نمائندگی کرتا ہے (جیسے کے رُوح کے پھل جن کا ذکر ہمیں گلتیوں 5 باب میں ملتا ہے)۔ ہماری زندگی میں خُدا کے کام اور ہمارے مسیح کے ساتھ تعلق کی گواہی ہمارے پھل سے ملنی چاہیے، غالباً ہمارے بہت زیادہ پھل سے۔

ii. پھل سے مُراد وراثتی افزائشِ نسل بھی ہے۔ قدرتی طور پر ہر ایک پھل کے اندر اُس کا بیج موجود ہوتا ہے جو اُس پھل یا پودے کی افزائشِ نسل کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

iii. جب یسوع میں قائم رہنے کی بات کی جاتی ہے تو اِس سے مُراد صرف ہمارا اُس میں قائم رہنا نہیں ہے بلکہ اُس کا ہم میں قائم رہنا بھی ہے (**اور میَں اُس میں**)۔ یہ باہم محرک ہے جو یہ توقع رکھتا ہے کہ ہماری زندگیوں کا یسوع کی ذات کے ساتھ رُوحانی اور عملی اٹوٹ تعلق قائم ہو، اور اِس محرک کا یہ تقاضا بھی ہے کہ یسوع ہماری زندگیوں میں موثر اور حقیقی طور پر بسے۔ پس قائم رہنے کی ذمہ داری صرف اور صرف ایمانداروں کی نہیں بلکہ خُداوند ہماری حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ وہ بھی ہم میں قائم رہے گا۔

ہ. **مجھ سے جدا ہو کر تم کچھ نہیں کر سکتے:** ایسا نہیں تھا کہ یسوع کے شاگرد اُس کے بغیر کوئی بھی سرگرمی سرانجام نہیں دے سکتے تھے۔ وہ یسوع کے بغیر بھی بہت سارے کاموں میں متحرک ہو سکتے تھے بالکل ویسے جیسے یسوع کے بہت زیادہ مخالفین اُس کے بغیر متحرک تھے۔ لیکن وہ اور ہم سب یسوع سے جُدا ہو کر کوئی بھی ایسا کام نہیں کر سکتے جو ابدی طور پر بھلائی کا سبب ہو۔

i. "یہاں پر استعمال ہونے والا لفظ 'مجھ' لفظ 'مَیں ہوں" میں سے نکلا ہے۔ یہ اصطلاح خُدا کی ذات کے ظہور کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ جب یسوع یہاں پر اپنے لیے یہ لفظ استعمال کر رہا ہے تو وہ اپنی الٰہی فطرت کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ پس یہاں پر اِس سے مُراد خُدا کی ذات ہے اور اِس کے علاوہ کچھ بھی اور نہیں ہے۔" (سپرجن)

ii. "اُس کے ساتھ منسلک رہنے کی صورت میں ہی کوئی شاخ پھل لا سکتی ہے۔ ایک بار جب یسوع کے ساتھ تعلق ٹوٹ جاتا ہے تو انسان کی حالت ایک کٹی ہوئی ڈالی جیسی ہی ہوتی ہے۔ جب ڈالی کٹ جاتی ہے تو جڑوں سے آنے والا رس اُس تک پہنچ نہیں سکتا اور پھر اُس شاخ میں پھل لگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ٹوٹ جانے والی شاخ میں کچھ رس موجود ہوتا ہے جس کی مدد سے وہ نیا پھل تو پیدا نہیں کر سکتی لیکن شاید اُس کے پتے کچھ دیر تک ہرے رہتے ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ ابھی اُس میں زندگی موجود ہے۔" (ٹرینچ)

iii. پولس رسول یوحنا کی زبان اور اصطلاحات تو نہیں استعمال کرتا لیکن اگر ہم دیکھیں تو وہ اِسی بات کو اپنے طریقے سے کہتا ہے۔ "اور اب مَیں زندہ نہ رہا بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے (گلتیوں 2 باب 20 آیت)"، اور "جو مجھے طاقت بخشتا ہے اُس میں مَیں سب کچھ کر سکتا ہوں۔ (فلپیوں 4 باب 13 آیت)۔" (بروس)

iv. "مجھ سے جدا ہو کر تم کچھ نہیں کر سکتے: اگر یہ بات اُس کے شاگردوں پر لاگو ہوتی ہے تو سوچیں اُس کے مخالفین اُس کی مدد کے بغیر کس قدر کمزور ہیں۔ اگر اُس کے دوست اُس کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتے تو اُسکے دشمن بھی اُس کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتے۔" (سپرجن)

3. (6-8 آیات) قائم نہ رہنے کی قیمت، اور قائم رہنے والوں کے لئے وعدہ

اگر کوئی مجھ میں قائم نہ رہے تو وہ ڈالی کی طرح پھینک دیا جاتا اور سوکھ جاتا ہے اور لوگ اُنہیں جمع کر کے آگ میں جھونک دیتے ہیں اور وہ جل جاتی ہیں۔ اگر تم مجھ میں قائم رہو اور میری باتیں تم میں قائم رہیں تو جو چاہو مانگو۔ وہ تمہارے لئے ہو جائیگا۔ میرے باپ کا جلال اِسی سے ہوتا ہے کہ تم بہت سا پھل لاؤ جب ہی تم میرے شاگرد ٹھہرو گے۔

اَ. اگر کوئی مجھ میں قائم نہ رہے تو وہ ڈالی کی طرح پھینک دیا جاتا اور سوکھ جاتا ہے: یسوع اپنے شاگردوں کو خبردار کرتا ہے کہ اُس میں قائم رہنے میں ناکامی ایسے ہی ہے جیسے جینے میں ناکامی ہو۔ ایک شاخ میں صرف اُس وقت تک زندگی ہوتی ہے جب تک وہ انگور کی بیل کے ساتھ پیوست ہوتی ہے، اور بالکل اِسی طرح ایک شاگرد رُوحانی طور پر اُسی وقت تک زندہ ہے جب تک وہ اپنے مالک کے ساتھ منسلک ہے۔

i. یہاں پر استعمال ہونے والے فعل سلسلہ وار مراحل کی طرف اشارہ کرتے ہیں، جو ڈالی قائم نہیں رہتی اُسے پھینک دیا جاتا ہے، وہ سوکھ جاتی ہے، لوگ اُسے جمع کرتے ہیں، آگ میں جھونک دیتے ہیں اور وہ جل جاتی ہے۔ دوسری تماثیل کی طرح یسوع یہاں پر کسی مکمل الہیاتی نظام کو بیان نہیں کر رہا۔ لیکن یہاں پر جو سلسلہ وار چیزیں بیان کی گئی ہیں وہ اُن لوگوں کے لیے بہت زیادہ اہم انتباہ ہے جو یسوع میں قائم نہیں رہتے۔

ii. یہاں پر یسوع نے جو الفاظ استعمال کیے ہیں وہ بہت زیادہ اہم ہیں، یسوع نے یہ نہیں کہا کہ وہ جو بہت سارا پھل نہیں لاتا اُسے پھینک دیا جائے گا، بلکہ وہ کہتا ہے کہ اگر کوئی مجھ میں قائم نہ رہے تو وہ ڈالی کی طرح پھینک دیا جاتا ہے۔ یسوع ہی جانتا ہے کہ کون اُس میں قائم ہے اور کون اُس میں قائم نہیں ہے۔ اِس بات کا اندازہ ہم کسی کے ظاہری پن سے نہیں لگا سکتے۔

ب. لوگ اُنہیں جمع کر کے آگ میں جھونک دیتے ہیں: مُردہ شاخیں کبھی کوئی پھل نہیں لاتیں اور اُن کی لکڑی جلانے کے علاوہ کسی اور کام کے لائق نہیں ہوتی۔ یہاں پر جلانے کے حوالے سے جو بات کی گئی ہے وہ اُن سب کو خبردار کرتی ہے جو یسوع میں قائم نہیں رہیں گے، اُن کا انجام ایسی شاخوں جیسا ہو گا۔

i. ہم اکثر یہ سوچتے ہیں کہ اِن الفاظ کا اُن گیارہ شاگردوں پر کیا اثر ہوا ہو گا جنہوں نے سب سے پہلے یسوع کے منہ سے اِنہیں سنا تھا۔ یسوع نے اُنہیں بتایا تھا کہ وہ اُن سے دور چلا جائے گا لیکن پھر بھی اُن کا باہمی تعلق ختم نہیں ہو گا۔ رُوح القدس جسے خُدا باپ اُن کے پاس بھیجے گا اُن کا یسوع کے ساتھ تعلق قائم رکھے گا۔ اگر یسوع سے اُن کا رابطہ اور تعلق ختم ہو جائے تو وہ تباہ ہو جائیں گے بالکل ویسے جیسے یہوداہ ہو گیا تھا۔

ii. یسوع پر اپنے ایمان کا اقرار کرنے والے شاگردوں کی یسوع مسیح کی ذات میں حالت کے مدِ نظر اِس حوالے کی تفسیر تین طرح سے کی جاتی ہے۔

- پہلے نظریے کے مطابق کاٹ کر پھینک دی جانے والی شاخیں وہ لوگ ہیں جو پہلے ایماندار تھے لیکن وہ مسیح میں قائم نہ رہے اور اُن کی مسیحی زندگی کسی طرح کا کوئی پھل نہ لائی۔ پہلے وہ شاگرد تھے لیکن اب وہ کاٹ کر پھینک دی جانے والی شاخیں ہیں۔
- دوسرے نظریے کے مطابق یہ کاٹ کر پھینک دی جانے والی شاخیں اصل میں وہ لوگ ہیں جو ظاہری طور پر تو شاگرد نظر آتے ہیں لیکن نہ تو وہ پہلے کبھی مسیح میں قائم تھے اور نہ ہی وہ اب مسیح میں قائم ہیں، اِس لیے وہ جہنم میں جائیں گے (اِس کی ایک مثال یہوداہ اسکریوتی ہے۔)
- تیسرا نظریہ بیان کرتا ہے کہ کاٹ کر پھینک دی جانے والی شاخیں اصل میں وہ شاگرد ہیں جن کی زندگیاں مسیحی ایمان کے مطابق کوئی پھل نہیں لاتیں، وہ ایک بیکار زندگی گزار کر سارا وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ اور یہ حوالہ اُن کی ابدی ہلاکت کے بارے میں بات نہیں کرتا۔ (جیسے کہ ابرہام کا بھتیجا لوط)

iii. یہاں پر جس بات پر زور دیا جا رہا ہے وہ بالکل واضح ہے کہ کوئی بھی شاگرد جب تک یسوع میں قائم نہیں رہتا وہ سچا شاگرد نہیں ہو سکتا۔ شاخ کو ہمیشہ ہی انگور کی بیل میں قائم رہنے کی ضرورت ہے ورنہ نہ تو اِس میں زندگی رہے گی اور نہ ہی اِس میں کسی طرح کی کوئی اچھائی یا بھلائی رہے گی۔

iv. **آگ میں جھونک دیتے ہیں:** "آگ میں جھونک دیئے جانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ جل کر خاک ہو جاتے ہیں اور ختم ہو جاتے ہیں؛ مارٹن لوتھر کے مطابق 'ضروری ہے کہ وہ جلیں'۔" (ایلفرڈ)

ج. **اگر تم مجھ میں قائم رہو اور میری باتیں تم میں قائم رہیں تو جو چاہو مانگو۔ وہ تمہارے لئے ہو جائیگا:** یسوع نے جب اپنے آخری کھانے کے موقع پر اپنے شاگردوں سے بات کی تو اُس نے قائم رہنے کے حوالے سے دو مختلف باتوں کا ذکر کیا۔

- **میری باتیں تم میں قائم رہیں:** یسوع نے قائم رہنے کے تصور کو اپنے کلام کے ساتھ وفادار رہنے سے بھی جوڑا ہے جیسا کہ یوحنا 14 باب 23-24 آیات میں بھی اِس کا ذکر کیا گیا ہے۔
- **تو جو چاہو مانگو:** یسوع نے قائم رہنے کے تصور کو ایسی دُعا سے بھی جوڑا ہے جس کا خُدا کی طرف سے جواب ملتا ہے۔ جیسا کہ یوحنا 14 باب 13-14 آیات میں ہمیں اِس کا ذکر ملتا ہے۔ "جو لوگ یسوع میں قائم رہتے ہیں وہ بے ساختہ دُعا کرتے رہتے ہیں۔۔۔ جو رُوح یسوع میں قائم ہے اُس میں سے خود کار طریقے سے خُدا کی پرستش اور دُعا جاری رہتی ہے۔" (سپرجن)

i. یسوع میں قائم رہنے کا مطلب ہے اُس کے کلام میں قائم رہنا اور اُس کے کلام کو اپنے اندر رہنے دینا۔ "ہمیں اِس بات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ یسوع کہہ رہا ہے 'میرا کلام'۔ یسوع کی تعلیمات بہت زیادہ اہم ہیں، اِنہیں کسی طرح کی اور مذہبی سرگرمیوں اور احساسات کے لیے نظر انداز کرنا مناسب نہیں ہے۔" (مورث)

ii. "یسوع اور ایماندار کا باہمی تعلق تابعداری اور دُعا کی وجہ سے قائم رہ سکتا ہے۔ یسوع میں قائم رہنے اور اُس کے کلام کو اپنے اندر قائم رہنے دینے کا مطلب ہے کہ شعوری طور پر اُس کے کلام کے اختیار کو قبول کیا جائے اور دُعا کے ذریعے سے مسلسل اُس کے ساتھ رابطہ رکھا جائے۔" (ٹینی)

iii. ایسا ایماندار شاگرد جو یہ سب کرتا ہے وہ اِس بات کی توقع رکھ سکتا ہے کہ یسوع کے ساتھ ایسے تعلق کی وجہ سے اُس کی دُعائیں سنی جائیں گی اور اُن کا اُسے جواب بھی ملے گا۔ دُعاؤں کا جواب نہ ملنا اِس طرف اشارہ کرتا ہے کہ یسوع کے ساتھ باہمی تعلق میں کوئی مسئلہ ہے۔ غالباً مسیح میں قائم رہنے کے حوالے سے کچھ نہ کچھ گڑبڑ ہے اور اُس کی وجہ سے دُعائیں نہ سنی جا رہی ہیں اور نہ ہی اُن کا جواب مل رہا ہے۔ اور اِس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ غالباً مانگنے کے حوالے سے بھی کچھ نہ کچھ مسئلہ موجود ہے۔ جس کی دُعا سنی نہیں جا رہی اُسے یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ وہ شاید اِس بات کے بارے میں نہیں سوچ رہا کہ یسوع ایسے شاگرد کی زندگی میں اور اُس کے وسیلے سے کیا کرنا چاہتا ہے۔

iv. **وہ تمہارے لئے ہو جائیگا:** "خُدا ایسے شخص کو جو راستباز ٹھہرایا گیا ہو با آسانی کہہ سکتا ہے کہ تم جو کچھ مانگو گے وہ تمہارے لیے ہو جائیگا۔ کیونکہ وہ جو یسوع کے وسیلے راستباز ٹھہرایا جا چکا ہے اُس کی جبلت بھی ابھی رُوحانی ہو گئی ہے اور یہی جبلت اُس کی درست رہنمائی کرتی ہے۔ وہ فضل جو اُس شخص کی زندگی میں بھرا ہوتا ہے اُس کی زندگی سے ہر طرح کا لالچ، ہوس اور غلط قسم کی خواہشات نکال پھینکتا ہے اور اُس کی اپنی مرضی پر خُدا کی مرضی غالب آ جاتی ہے۔ پس اُس کے خیالات اور اُس کی گزارشات پاک ہوتی ہیں، آسمانی بادشاہی سے ہم آہنگ ہوتی ہیں اور خُدا کی مرضی کے مطابق ہوتی ہیں۔"

د. **میرے باپ کا جلال اِسی سے ہوتا ہے کہ تم بہت سا پھل لاؤ:** پھل لانے کا مقصد یہ نہیں کہ شاگرد جلال پائے بلکہ اِس کا مقصد یہ ہے کہ خُدا جلال پائے۔ ایک شاخ جو بہت سا پھل لاتی ہے وہ اُس شخص کی عزت افزائی کا سبب بنتی ہے جو اُس کی دیکھ بھال کرتا ہے، اِسی طرح ایک شاگرد جو بہت سا رُوحانی پھل لاتا ہے وہ اپنے خُدا کے نام کو جلال دینے کا سبب بنتا ہے۔

i. "شاخوں اور غنچوں کا اپنا کوئی ایجنڈہ نہیں ہوتا، وہ اپنی ذات پر مرکوز نہیں ہوتے۔ اُن کا اپنی دیکھ بھال کرنے والے کی عزت اور بھلائی کے علاوہ کوئی مقصد نہیں ہوتا۔ اُس کے علاوہ دوسرے ہر طرح کے مقاصد اُن کے سامنے ہیچ ہوتے ہیں۔" (ٹرینچ)

ii. **میرے باپ کا جلال اِسی سے ہوتا ہے:** " یعنی اِس سے اُسکی عزت ہوتی ہے۔ جس طرح باغبان کے لیے یہ عزت کی بات ہوتی ہے کہ وہ جس تاک کی دیکھ بھال کرتا ہے وہ خوبصورت، بہت بڑی، مضبوط اور پھل سے لدی ہوئی ہو؛ بالکل اِسی طرح یہ بات خُدا باپ کے لیے بھی عزت اور جلال کا باعث کہ اُس کے فرزند مضبوط، پاک، گناہ سے آزاد اور مکمل طور پر محبت سے بھرے ہوئے ہوں۔" (کلارک)

iii. حقیقی طور پر پھل لانے والے شخص کو جانچنے کے لیے ایک خاص مدت درکار ہوتی ہے۔ حقیقی تبدیلی یا مسیح کو قبول کرنے کو کسی کے جلد بازی میں کیے گئے فیصلے کی بناء پر نہیں پرکھا جا سکتا، بلکہ اِس کی پرکھ کے لیے کسی شخص کے ایک لمبے عرصے تک پھلدار رہنے کو دیکھا جاتا ہے۔" (ارڈمین) بیج بونے والے کی تمثیل میں اِس اصول کے بارے میں بڑی وضاحت کے ساتھ دیکھا جا سکتا ہے (متی 13 باب)۔

4. (9-11 آیات) محبت اور تابعداری میں تعلق

جیسے باپ نے مجھ سے محبت رکھی ویسے ہی مَیں نے تم سے محبت رکھی۔ تم میری محبت میں قائم رہو۔ اگر تم میرے حکموں پر عمل کرو گے تو میری محبت میں قائم رہو گے جیسے مَیں نے اپنے باپ کے حکموں پر عمل کیا ہے اور اُسکی محبت میں قائم ہوں۔ مَیں نے یہ باتیں اِسلئے تم سے کہی ہیں کہ میری خوشی تم میں ہو اور تمہاری خوشی پوری ہو جائے۔

اَ. **جیسے باپ نے مجھ سے محبت رکھی ویسے ہی مَیں نے تم سے محبت رکھی:** یسوع نے مکمل ارادی طور پر اپنے شاگردوں سے اُسی طرح محبت رکھی جیسے خُدا باپ نے اُس سے محبت رکھی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ یسوع نے اپنے شاگردوں سے اُنہیں تعلیم دینے کے ذریعے سے، اُن کی حفاظت اور فکر کرنے کے ذریعے سے، اُن کی رہنمائی کرنے کے ذریعے سے، اُن کی خدمت کرنے کے ذریعے سے اور اِن سب باتوں کے لیے اپنی طاقت اور قدرت کو استعمال کرنے کے ذریعے سے محبت رکھی۔ کسی نہ کسی طرح سے یہ سب چیزیں خُدا باپ نے بھی خُداوند یسوع مسیح کے لیے کیں اور یسوع نے پھر اُسی انداز سے اپنے شاگردوں سے محبت رکھتے ہوئے یہ سب کچھ کیا۔

i. یسوع کی اپنے لوگوں کے لیے محبت بہت زیادہ غیر معمولی ہے اور اِس لیے وہ اُس کے اظہار، بیان یا تصویر کشی کے لیے اِس مثال کو استعمال کرتا ہے۔ یسوع نے یہ نہیں کہا کہ "مَیں تم سے ایسے محبت رکھتا ہوں جیسے کوئی ماں اپنے بچے سے محبت رکھتی ہے۔" یا "مَیں تم سے ایسے محبت رکھتا ہوں جیسے ایک شوہر اپنی بیوی سے محبت رکھتا ہے" یا "مَیں تم سے ایسے محبت رکھتا ہوں جیسے ایک سپاہی اپنے ساتھی یا اپنے ملک سے محبت رکھتا ہے" اور یا پھر "مَیں تم سے ایسے محبت رکھتا ہوں جیسے کوئی نشئی اپنے نشے سے محبت رکھتا ہے۔" وہ واحد طریقہ جس کے ذریعے سے یسوع اپنے شاگردوں کے لیے اپنی محبت کا اظہار کر سکتا تھا وہ یہی تھا کہ جیسے خُدا باپ نے اپنے بیٹے سے محبت رکھی، ویسے ہی یسوع نے بھی اپنے لوگوں سے محبت رکھی۔

ii. **جیسے باپ نے مجھ سے محبت رکھی ویسے ہی مَیں نے تم سے محبت رکھی:** "مسیح کی اپنے لوگوں کے لیے محبت کے حوالے سے یہ یقینی طور پر اُس کے بہت ہی اہم الفاظ ہیں۔ جب اُس نے یہ کہہ دیا تو پھر اور کچھ بھی کہنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ خُدا باپ کی اپنے بیٹے کے لیے محبت کیسی ہے اِس کو کوئی بھی شخص بیان نہیں کر سکتا۔ یہ بیان ایسی رُوحانی محبت کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کی گہرائیوں کو ماپا نہیں جا سکتا۔" (مورگن)

iii. "اَے پیارو، آپ بیٹے کے لیے خُدا باپ کی محبت کا تصور نہیں کر سکتے، نہ اُس پر شک کر سکتے ہیں۔ یہ اُن غیر مشکوک سچائیوں میں سے ایک ہے جس کے بارے میں بحث کرنے کا کوئی خواب بھی نہیں دیکھ سکتا۔ ہمارے خُداوند نے ہم سے اُسی درجے کی محبت رکھی ہے جیسے خُدا باپ نے اُس سے محبت رکھی ہے۔ جس طرح ہم خُدا باپ کی اپنے بیٹے سے محبت کے بارے میں بہت بااعتماد ہیں اُسی طرح ہمیں یسوع کی اپنے لیے محبت کے بارے میں بھی بااعتماد اور پُر یقین ہونا چاہیے۔" (سپرجن)

iv. خُدا باپ نے اپنے بیٹے سے ایسی محبت رکھی:

- جس کا کوئی آغاز نہیں۔
- جس کا کوئی اختتام نہیں۔
- جو بہت قریبی اور بہت ذاتی نوعیت کی ہے۔
- جس کو کسی طور پر ماپا نہیں جا سکتا۔
- جو لاتبدیل ہے۔

ب. تم میری محبت میں قائم رہو: یسوع کی ذات اور اُس کے کردار کو بیان کرنے کا کوئی ایک طریقہ نہیں ہے۔ وہ قوت، قدرت، حکمت، سچائی، پاکیزگی، حلیمی، خلوص، تابعداری، قربانی اور ایسی درجنوں دیگر خوبیوں سے ملبس ہے۔ اِن سب میں سے یسوع نے اپنی محبت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ تم میری محبت میں قائم رہو۔ جب ایک شاگرد یسوع کی محبت میں اُس کے ساتھ جڑا رہتا ہے تو ایسی صورت میں یسوع اور اُس شاگرد کا باہمی تعلق ہمیشہ مضبوط رہتا ہے۔

i. تم میری محبت میں قائم رہو گے: "ہمیں اِس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اِس بات کو یسوع کی محبت میں قائم رہنے کی وضاحت کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ یہ کوئی پُراسرار اور جادوئی تجربہ نہیں ہوتا۔ یہ سادگی کے ساتھ اُس کی تابعداری کرنا ہے۔ جب کوئی شخص مسیح کے حکموں پر عمل کرتا ہے تو اُس وقت وہ مسیح کی محبت میں قائم رہتا ہے۔" (مورث)

ج. اگر تم میرے حکموں پر عمل کرو گے تو میری محبت میں قائم رہو گے: ایک بار پھر یسوع نے حقیقی شاگردیت کو اپنے حکموں کی تابعداری اور اپنے کلام پر عمل کرنے کے ساتھ جوڑا ہے۔ یسوع نے اپنے باپ کے حکموں پر عمل کیا اور اُس کی مکمل تابعداری کی، بالکل اُسی طرح وہ چاہتا ہے کہ اُس کے شاگرد اُس کے لیے ایسا کریں۔

i. جس طرح ہم نے پہلے بھی دیکھا (یوحنا 14 باب 15 آیت) جو کچھ یسوع نے اُس شام بالائی منزل پر اپنے شاگردوں کے ساتھ کھانا کھاتے ہوئے کیا اور سکھایا اُس میں سب سے زیادہ زور اُس کے احکام پر عمل کرنے، اپنے ساتھی شاگردوں سے محبت رکھنے، دوسروں کی خدمت کرنے اور خُدا باپ اور خُدا بیٹے سے پیار کرنے اور اُن پر یقین رکھنے پر دیا گیا ہے۔

د. مَیں نے یہ باتیں اِسلئے تم سے کہی ہیں کہ میری خوشی تم میں ہو اور تمہاری خوشی پوری ہو جائے: جب ایک شاگرد یسوع کی محبت میں قائم رہنے میں کامیاب نہیں ہوتا اور اِس وجہ سے اُس کے احکام پر عمل کرنے میں بھی کامیاب نہیں ہوتا تو وہ کبھی بھی اُس خوشی کی بھرپوری کا تجربہ نہیں کر سکتا جس کا وعدہ یسوع نے اپنے اُن شاگردوں کے ساتھ کیا ہے جو اُس سے محبت رکھتے ہیں اور اُس کی تابعداری کرتے ہیں۔

i. "کوئی بھی شخص ایسے مسیحی سے زیادہ قابلِ ترس اور بُری حالت میں نہیں جو بعض اوقات یسوع کی مکمل تابعداری نہیں کرتا۔ وہ نہ تو گناہ سے ایسی محبت رکھتا ہے کہ اُس سے لطف اندوز ہو سکے اور نہ ہی مسیح سے ایسی محبت رکھتا ہے کہ اُس کی پاکیزگی کا مزہ چکھ سکے۔ وہ اِس بات کو سمجھتا ہے کہ اُس کی بغاوت خُدا کے نزدیک گنا اور بداعمالی ہے، لیکن خُدا کی تابعداری بھی اُسے بدمزہ لگتی ہے۔ وہ دُنیا میں رہتے ہوئے اُس کے کاموں کے ساتھ ہم آہنگ نہیں ہوتا اور بیزار رہتا ہے، لیکن اُس کے ماضی کی یادیں اور ماضی کی رفاقتوں کے پرانے راگ اُسے مقدسین کے ساتھ خُدا کی حمد و ثنا کرنے سے بھی باز رکھتے ہیں۔ ایسے انسان کی حالت سب سے زیادہ قابلِ رحم ہوتی ہے اور وہ ہمیشہ یہ متضاد جذبات کا حامل رہتا ہے۔" (کارسن)

ہ. کہ میری خوشی تم میں ہو: یسوع مسیح کی خوشی ویسی نہیں جیسی ہم عام طور پر دُنیاوی نقطہ نظر سے دیکھتے یا سوچتے ہیں۔ یسوع کی خوشی اِس زندگی کی آسائشیں اور آسانیاں بھی نہیں۔ یہ خُدا کے ساتھ ہم آہنگ ہونے اور شعوری طور پر اُسکی محبت میں چلنے کا جوش ہے۔ ہم اِس خوشی کو پا سکتے ہیں—ہم اُس کی خوشی کو پا سکتے ہیں–اور اُس کی خوشی ہم میں قائم رہ سکتی ہے اور ہم اُس خوشی میں قائم رہ سکتے ہیں۔

i. میری خوشی: " میری خوشی، نہ کہ میرے بارے میں خوشی، اور نہ ہی مجھ سے نکلنے والی خوشی، نہ ہی تم پر میری خوشی، بلکہ صرف اور صرف میری ذاتی خوشی۔۔۔ اُس کی اپنی مقدس شادمانی، خُدا بیٹے کی خُدا باپ کی محبت کے شعوری تجربے کی روشنی میں ذاتی خوشی۔" (ایلفرڈ)

ii. جب یسوع نے اپنی خوشی کی بات کی تو "کسی نے بھی اُس سے یہ سوال نہیں کیا کہ اِس سے اُسکی کیا مُراد ہے۔ اُنہوں نے حیران و پریشان ہو کر ایک دوسرے کی طرف نہیں دیکھا۔ جب یسوع نے اپنی خوشی کے بارے میں بات کی تو اُن کے لیے یہ بالکل فطری سی بات تھی۔ اِس سے ہمیں یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی حد تک یسوع کی خوشی سے واقف تھے۔" (موریسن)

و. تمہاری خوشی پوری ہو جائے: یہ یسوع کی محبت میں قائم رہنے کا نتیجہ ہے اور اُس میں قائم رہنے والے رشتے سے تابعداری کا چشمہ پھوٹتا ہے۔

i. تمہاری خوشی پوری ہو جائے: "یا مکمل- plhrwyh ہو جائے، معموری کو جا پہنچے: یہ ایک تشبیہ ہے جو ایک ایسے برتن کو مدِ نظر رکھتے ہوئے دی گئی ہے جس میں اُس وقت تک پانی انڈیلا جاتا رہے جب تک وہ مکمل طور پر بھر نہ جائے۔ مسیح جس مذہب کی تعلیم دیتا ہے وہ اُس کو ماننے والے کے دل سے ہر طرح کی بدحالی اور مصیبت کو نکال کر اُسے اپنی کی ذات اور محبت سے بھر دیتا ہے۔ یسوع جس دُنیا میں آیا وہاں سے وہ افلاس، خرابی، بدحالی اور بے چارگی کو نکال پھینکتا ہے۔" (کلارک)

ii. "یسوع نے جس طرح دوسری مخلوقات کو تخلیق کیا اُسی طرح اُس نے انسانوں کو بھی تخلیق کیا کہ وہ خوش رہیں۔ وہ خوش ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں، اور جب وہ خوش ہوتے ہیں تو وہ بھرپوری کا تجربہ کرتے ہیں۔ اب جبکہ یسوع اُس خوشی کو بحال کرنے آیا ہے جو انسان کے گناہ میں گرنے کی وجہ سے تباہ ہو گئی تھی، وہ ہمیں وہی پرانی خوشی پھر عطا کرے گا—اور اگر ہم اُس خوشی کو کھو نہ دیں تو وہ اور زیادہ گہری اور اور زیادہ لطیف ہوتی چلی جائے گی۔" (سپرجن)

ب: جب یسوع رخصت ہوتا ہے تو شاگردوں کا ایک دوسرے کیساتھ تعلق

1. (12-15 آیات) یسوع اپنی محبت کی وسعت کو بیان کرتا ہے جس کی پیروی کرنے کا شاگردوں کو حکم دیا گیا ہے۔

میرا حکم یہ ہے کہ جیسے مَیں نے تم سے محبت رکھی تم بھی ایک دوسرے محبت رکھو۔ اِس سے زیادہ محبت کوئی شخص نہیں کرتا کہ اپنی جان اپنے دوستوں کے لئے دیدے۔ جو کچھ مَیں تم کو حکم دیتا ہوں اگر تم اُسے کرو تو میرے دوست ہو۔ اب سے مَیں تمہیں نوکر نہ کہونگا کیونکہ نوکر نہیں جانتا کہ اُسکا مالک کیا کرتا ہے بلکہ تمہیں مَیں نے دوست کہا ہے۔ اِسلئے کہ جو باتیں مَیں نے اپنے باپ سے سُنیں وہ سب تم کو بتادیں۔

اَ. جیسے مَیں نے تم سے محبت رکھی تم بھی ایک دوسرے محبت رکھو: جب اُس بالائی منزل پر کھانا کھا کر یسوع اور اُس کے شاگرد اُٹھ کھڑے ہوئے تو اُس نے اپنے شاگردوں سے یہ الفاظ کہے اور یسوع نے اِس بات کو دہرایا ہے جس سے ہمیں اِس بات کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یسوع واقعی یہ چاہتا تھا کہ اُس کے شاگرد ایک دوسرے کی پرواہ کریں اور ایک دوسرے سے محبت کریں۔ اور وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ وہ اپنی آپسی محبت کا موازنہ یسوع کی اُس محبت کے ساتھ کریں جو اُس نے اپنے شاگردوں سے رکھی تھی۔

i. "غالباً وہ یہاں پر بھی یسوع کی طرف سے بڑی باضابطہ اور تفصیلی ہدایات کی توقع رکھتے تھے جیسی ہدایات اُس نے اُنہیں اُس وقت دی تھیں جب اُس نے اُنہیں پہلی دفعہ بھیجا تھا (متی 10 باب)، لیکن یہاں پر یسوع اُنہیں کوئی خاص ہدایات نہیں دیتا بلکہ وہ اُنہیں بتاتا ہے کہ اُس کی محبت ہی اُن کی مناسب رہنمائی کرے گی۔" (ڈوڈز)

ii. "یسوع نے ہمیں باہر کی دُنیا میں بھیجا ہے کہ ہم ایک دوسرے سے محبت کریں۔ بہت دفعہ ہم اِس دُنیا میں اِس طرح سے رہتے ہیں جیسے ہمیں اِس میں ایک دوسرے کا مقابلہ، یا ایک دوسرے سے تکرار اور مخالفت کرنے اور حتیٰ کہ ایک دوسرے سے جھگڑا کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔" (بار کلے)

iii. جیسے مَیں نے تم سے محبت رکھی: "یسوع کی شاگردوں کے لیے محبت ہی وہ ذریعہ تھی جو اُنہیں محبت کرنے کے قابل بناتی تھی اور اُسی محبت کے ساتھ ہی اُنہوں نے اپنی باہمی محبت کو بھی ماپنا تھا۔" (ڈوڈز)

iv. "یسوع کے شاگرد کی زندگی اور خدمت میں رقابت اور مخالف کی جگہ پر اتفاق اور اتحاد، شک کی جگہ پر اعتماد، اپنی ذات کی تشہیر اور خود نمائی کی جگہ پر تابعداری ہونی چاہیے۔" (ٹینی)

v. میرا حکم یہ ہے کہ۔۔۔ تم بھی ایک دوسرے محبت رکھو: "یسوع کے اِس شاگرد [یوحنا] کے دل پر اُس کا یہ حکم اِس قدر گہرائی کے ساتھ نقش ہو گیا تھا کہ سینٹ جیروم کہتا ہے کہ (lib.iii. c.6, Com. Ad Galat.) بہت زیادہ بزرگی میں جب اُسے اُٹھا کر لوگوں کے پاس لایا جاتا تھا کہ وہ اُن سے کلام کرے تو وہ اکثر یہ کہا کرتا تھا کہ، چھوٹے بچّو، آپس میں ایک دوسرے سے محبت رکھو۔ اُس کے شاگرد اُس کی طرف سے بار بار اِس بات کے کہے جانے کی وجہ سے کئی بار جھلا جاتے تھے اور وہ اُس سے پوچھتے تھے کہ اُستاد تُو بار بار ایک ہی بات کیوں کہتا ہے۔ تو ایسے میں وہ کہا کرتا تھا کہ کیونکہ یہ خُداوند کا حکم ہے اور صرف اِس ایک حکم کی تعمیل ہی کافی ہے۔" (کلارک)

ب. اِس سے زیادہ محبت کوئی شخص نہیں کرتا کہ اپنی جان اپنے دوستوں کے لئے دیدے: یسوع اپنے شاگردوں کے لیے اپنی محبت کی انتہا اور اُس کا معیار بیان کرنے کے لیے ایک خاص چیز کی طرف اُنکی توجہ مبذول کرواتا ہے۔ اُس کی محبت کامل ہے اور وہ انسانی سوچ کے مطابق ایسی عظمت والی ہے جس کو سمجھنا ممکن نہیں کیونکہ یسوع اپنی محبت کی وجہ سے اپنے پیاروں کے لیے اپنی جان دیتا ہے۔

i. "کوئی بھی شخص اپنے دوستوں سے اِس سے زیادہ محبت نہیں کر سکتا، کیونکہ جب وہ اپنے دوستوں کے لیے اپنی جان دیتا ہے تو وہ اصل میں وہ سب کچھ دے دیتا ہے جو اُس کے پاس ہے۔ یسوع ایک طرح سے اُن سے کہہ رہا ہے کہ وہ جس محبت کی اُن کے سامنے وضاحت کر رہا ہے وہ چند گھنٹوں کے بعد اُس کا مظاہرہ بھی کرنے والا تھا۔ اور جو تعلیم وہ اپنے شاگردوں کو دے رہا تھا وہ خود اپنی ذات سے اُس کی مثال دینے والا تھا۔" (کلارک)

ج. تمہیں مَیں نے دوست کہا ہے: یسوع اپنی محبت کا پیمانہ اور اُس کا معیار اپنے شاگردوں پر ظاہر کرتا ہے اور اپنی محبت میں اپنے خادموں کو اپنا دوست کہتا ہے۔ اُس دور میں ربی اور اُس کے شاگردوں کے درمیان دوستی کا تعلق نہیں ہوتا تھا، لیکن ربی یسوع المسیح نے اپنے شاگردوں کو، اپنے خدمت گزاروں کو اپنا دوست کہا۔

i. قدیم دور میں ایک غلام کو بہت ہی مفید اور بااعتماد آلہ کار تو تصور کیا جا سکتا تھا لیکن اُسے کبھی بھی اپنا شراکت دار اور ہمنوا نہیں مانا جا سکتا تھا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ ایک دوست اور ایک غلام کسی کام میں یکساں ایک جیسی مدد فراہم کرتے ہوں لیکن غلام کو غلام ہی کا مقام دیا جاتا تھا اور دوست کو ہی دوست کہا اور سمجھا جاتا تھا۔ اُس کام میں دوست تو شراکت دار ہو سکتا تھا لیکن غلام نہیں۔

ii. "جون ویزلی جب اپنے ماضی پر نظر دوڑاتا تھا اور اپنی رُوحانی تبدیلی کے بارے میں بات کرتا تھا تو اکثر کہتا تھا کہ جب وہ ایمان لایا تو اُس کی تبدیلی ایسی ہی تھی جیسے وہ ایک غلام کے ایمان لانے سے ایک بیٹے کے ایمان لانے میں تبدیل ہو گئی ہو۔" (بروس)

د. جو کچھ مَیں تم کو حکم دیتا ہوں اگر تم اُسے کرو تو میرے دوست ہو: وہ اُس کے دوست تھے کیونکہ وہ اُس کے تابعدار تھے (اگرچہ وہ مکمل تابعدار نہ تھے)۔ جو یسوع کے دوست ہیں وہ اُس کے حکموں کی تابعداری کو کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتے۔

i. "ہماری تابعداری فعال اور سرگرم ہونی چاہیے، یسوع کی بات پر غور کریں 'جو کچھ مَیں تم کو حکم دیتا ہوں اگر تم اُسے کرو تو میرے دوست ہو۔' کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جن باتوں سے یسوع نے منع کیا ہے اگر وہ اُن سے کنارہ کشی کریں تو صرف یہی کافی ہے۔ بدی سے پرہیز کرنا راستبازی کے لیے بہت زیادہ ضروری ہے لیکن یسوع کے ساتھ دوستی کے لیے صرف یہی کافی نہیں ہے۔" (سپرجن)

ہ. تمہیں مَیں نے دوست کہا ہے۔ اِسلئے کہ جو باتیں مَیں نے اپنے باپ سے سُنیں وہ سب تم کو بتادیں: وہ یسوع کے اِس لیے بھی دوست تھے کہ اُس نے اُن سے کوئی راز چھپائے نہ رکھا تھا، بلکہ جو کچھ اُس کو باپ کی طرف سے ملا تھا اُس نے وہ مکمل طور پر اُن پر ظاہر کر دیا تھا۔

i. "دوست ایک ایسا بااعتماد شخص ہوتا ہے جو اپنے بڑوں کے مقصد کے بارے میں معلومات رکھتا ہے اور اپنے بڑوں کے مقصد کو رضاکارانہ طور پر اپنا مقصد بنالیتا ہے۔" (ٹینی)

2. (16-17 آیات) پھل لانے اور ایک دوسرے سے محبت کرنے کے لئے چُنے ہوئے۔

تم نے مجھے نہیں چنا بلکہ مَیں نے تمہیں چن لیا اور تمکو مقرر کیا کہ جا کر پھل لاؤ اور تمہارا پھل قائم رہے تا کہ میرے نام سے جو کچھ باپ سے مانگو وہ تم کو دے۔ مَیں تم کو اِن باتوں کا حکم اِسلئے دیتا ہوں کہ ایک دوسرے سے محبت رکھو۔

اَ. تم نے مجھے نہیں چنا بلکہ مَیں نے تمہیں چن لیا: یہاں پر یسوع نے اپنے شاگردوں کے عظیم استحقاق کے بارے میں بات کی ہے- وہ اپنے مالک کے دوست ہیں، اُن کی دُعائیں سنی جائیں گی، وہ بہت سا پھل لائیں گے اور وہ باپ کی طرف سے کہی گئی ہر ایک بات کو جانیں گے۔ ایک شاگرد کو چاہیے کہ وہ اِن سب باتوں کو ایک خزانے کی طرح سنبھال لے، لیکن وہ کبھی بھی اِس استحقاق کی وجہ سے غرور اور تکبر کا شکار نہ ہو جیسے کہ اُس نے اِس استحقاق کو خود حاصل کیا ہو۔ اِس استحقاق کی اصل وجہ یہ ہے کہ کسی شاگرد نے یسوع کو نہیں چنا بلکہ یسوع نے اُسے چنا ہے۔

i. "ہم مسیح میں ہیں، اِس لیے نہیں کہ ہم نے اُسے تھام رکھا ہے بلکہ اِس لیے کہ اُس نے ہمیں تھام رکھا ہے۔" (مائیر)

ii. "یسوع کے دور میں بہت سارے شاگرد ربیوں کے پاس جاتے تھے اور اکثر وہ اپنے اُستاد کا انتخاب کرتے تھے لیکن یسوع کے معاملے میں ایسا نہیں تھا، اُس کے شاگردوں نے اُسے نہیں چنا تھا۔ ہم دُنیا بھر میں دیکھتے ہیں کہ طالبعلم اپنی پسند کا اُستاد چنتے ہیں۔ یسوع کے شاگردوں نے یسوع کے پیچھے آنے میں پہل نہیں کی تھی، بلکہ یسوع نے اُن کو مختلف جگہوں سے چنا تھا۔"

iii. جا کر پھل لاؤ: "یہاں پر جانے سے مُراد پولس رسول کی طرز کا کوئی مشنری سفر نہیں جیسا کہ کچھ لوگوں نے اِس کی تشریح کی ہے، بلکہ اِس سے مُراد یسوع کی طرف سے دیئے گئے حکم کا عملی مظاہرہ کرنا اور اپنے اندر اِس اصول کو پنپنے دینا ہے۔" (ایلفرڈ)

ب. تمکو مقرر کیا کہ جا کر پھل لاؤ اور تمہارا پھل قائم رہے: یسوع نے اپنے شاگردوں کو اِس لیے نہیں چنا تھا کہ وہ اِس بات پر خوش ہوتے رہیں کہ وہ چنے ہوئے ہیں، بلکہ اُن کا چناؤ اِس لیے ہوا کہ وہ خُدا باپ کے نام کو جلال دینے کے لیے ایسا پھل لائیں جو قائم رہتا ہے۔

i. "اُن کے پھل کا زیادہ تر حصہ دوسرے لوگوں کو یسوع کے لیے جیتنے پر مشتمل ہو گا: لیکن یہاں پر صرف اِس خیال کو نمایاں طور پر پیش نہیں کیا جا رہا۔" (ایلفرڈ)

ج. **تا کہ میرے نام سے جو کچھ باپ سے مانگو:** ایک بار پھر یسوع نے پھل لانے کو دُعاؤں کے جواب ملنے کے ساتھ جوڑا ہے۔ جب یسوع اپنے شاگردوں سے جُدا ہو گا تو اُن کا اُس سے مانگنے اور پانے کا تجربہ بدل جائے گا اور یسوع اپنے شاگردوں کو اِس بات کے لیے تیار کر رہا ہے۔

د. **ایک دوسرے سے محبت رکھو:** ایک بار پھر یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ وہ آپس میں محبت رکھیں۔ یسوع چاہتا ہے کہ جب وہ اُن سے رخصت ہو تو وہ ایک دوسرے سے جُدا نہ ہو جائیں اور ایک دوسرے کے خلاف بھی نہ ہو جائیں، پس وہ یہاں پر اُن کو تیار کر تا ہے کہ وہ اکٹھے رہیں اور ایک دوسرے سے محبت رکھیں۔

ج: جب یسوع رُخصت ہو تا ہے تو دُنیا کیسا تھ تعلق

1. (18-20 آیات) دُنیا شاگردوں کو اُن کی اپنی شناخت کی وجہ سے رَد کر سکتی ہے۔

اگر دُنیا تم سے عداوت رکھتی ہے تو تم جانتے ہو کہ اُس نے تم سے پہلے مجھ سے بھی عداوت رکھی ہے۔ اگر تم دُنیا کے ہوتے تو دُنیا اپنوں کو عزیز رکھتی لیکن چونکہ تم دُنیا کے نہیں بلکہ مَیں نے تم کو دُنیا میں سے چن لیا ہے اِس واسطے دُنیا تم سے عداوت رکھتی ہے۔ جو بات مَیں نے تم سے کہی تھی اُسے یاد رکھو کہ نوکر اپنے مالک سے بڑا نہیں ہوتا۔ اگر اُنہوں نے مجھے ستایا تو تمہیں بھی ستائینگے۔ اگر اُنہوں نے میری بات پر عمل کیا تو تمہاری بات پر بھی عمل کرینگے۔

اَ. **اگر دُنیا تم سے عداوت رکھتی ہے:** یسوع نے اپنے شاگردوں کو واضح طور پر بتایا کہ دُنیا اکثر اُن سے عداوت رکھے گی۔ یسوع ایک حیرت انگیز شخصیت کا مالک اُستاد تھا اور اُس نے بہت حیرت انگیز کام کیے اور حیرت انگیز پیغام بھی لوگوں کو دیا، لیکن اِس کے باوجود لوگوں نے اُس کی سخت مخالفت کی۔ اب جب یسوع اپنے شاگردوں سے دور ہونے والا تھا تو یقینی طور پر لوگ اُس کے شاگردوں کی بھی اُسی طرح مخالفت کرنے والے تھے۔

i. یسوع اُس رات جن شاگردوں سے بات کر رہا تھا وہ دُنیا کی نفرت اور عداوت کا تجربہ کرنے والے تھے۔ اُنہوں نے اپنے ایمان کی خاطر اِس دُنیا میں بہت زیادہ مصیبتیں اور دُکھ کا تجربہ کیا اور یوحنا کے علاوہ تمام کے تمام شاگردوں نے شہادت پائی۔ لوگوں نے یوحنا کو بھی قتل کرنے کی کوشش کی لیکن وہ معجزانہ طور پر بچ گیا۔

ii. ابتدائی کلیسیا میں مسیحیوں نے دُنیا کی نفرت کا تجربہ کیا۔ "ٹیسی ٹس نامی مورخ نے اُن لوگوں کے بارے میں لکھا ہے جو مسیحی کہلاتے تھے اور اُن کو مسیحی ہونے کے جرم کی وجہ سے بہت زیادہ ایذائیں دی جاتی تھیں، سیوٹونئیس نے مسیحیوں کو ایسے لوگوں کے طور پر بیان کیا ہے جو ایک نئی اور گمراہ کن توہم پرستی کا شکار تھے۔" (بارکلے)

iii. "یہ حیرت انگیز حقیقت ہے کہ دُنیا مسیحیوں کے ساتھ اپنی نفرت اور اُن کی ایذا رسانی کے کئی جواز پیش کرتی ہے۔ قدیم دور کے تاریخی مواد میں مسیحیوں کا جو ابتدائی ذکر ملتا ہے اُس میں اُنہیں تمام انسانوں کی نفرت کے قابل بیان کیا گیا ہے۔" (ٹیسی ٹس، اینلز، 5۔44۔15) (بروس)

iv. گزشتہ کئی صدیوں کے دوران مسیحیوں نے دُنیا کی نفرت کا بہت گہرا تجربہ کیا ہے اور کئی ملین مسیحیوں نے یسوع کی خاطر اپنی جانیں دی ہیں۔ اور کہا جاتا ہے ک بیسویں صدی میں جتنے مسیحی اپنے ایمان کی خاطر شہید ہوئے اُتنے گزشتہ تمام صدیوں کے دوران بھی شہید نہیں ہوئے۔

v. "یہ بات بہت اہم ہے کہ شاگرد آپس میں باہمی محبت کی وجہ سے جانے جائیں گے اور دُنیا یسوع کے شاگردوں سے نفرت کی وجہ سے پہچانی جائے گی۔" (مورث)

ب. **تو تم جانتے ہو کہ اُس نے تم سے پہلے مجھ سے بھی عداوت رکھی ہے:** یہاں پر یسوع اپنے شاگردوں کو تسلی دینے کے لیے یہ بتاتا ہے کہ دُنیا نے پہلے اُس سے عداوت رکھی تھی۔ یسوع نے اپنی تعلیمات کی وجہ سے بڑے بڑے ہجوموں کو اپنی طرف متوجہ کیا اور بہت سارے لوگوں نے بڑی عقیدت کے ساتھ اُس کی پیروی بھی کرنا شروع کر دی لیکن مجموعی طور پر دُنیا نے اُس سے عداوت ہی رکھی تھی۔

i. **تو تم جانتے ہو:** "تم جانتے ہو کو اِس طرح سے بھی پڑھا جا سکتا ہے 'تم یہ جان لو'۔ پس اِس بات کا یہ بھی مطلب لیا جا سکتا ہے کہ تم پہلے سے جانتے ہو، اور دوسرا مطلب یہ لیا جا سکتا ہے کہ تم اچھی طرح جان لو۔ اور یسوع یہ اُن کو اِس لیے بتا رہا ہے کہ وہ اپنے لیے دُنیا کی نفرت کی وجہ سے پریشان نہ ہو جائیں۔" (ٹاسکر)

ii. **اُس نے۔۔۔ مجھ سے بھی عداوت رکھی ہے:** "یہ فقرہ فعل ماضی مکمل کا ہے اور نفرت کے لیے استعمال ہونے والا لفظ (memiseken) ماضی مکمل کو بیان کرتا ہے۔ اِس کا مطلب ہے کہ دُنیا نے یسوع کے بارے میں نفرت اور عداوت بھرا ایک خاص رویہ رکھا—اور یہی رویہ دُنیا اُس کے شاگردوں کے ساتھ رکھنے جا رہی تھی۔" (ٹینی)

iii. جب یسوع نے ترسیس کے ساؤل سے دمشق کی راہ پر کلام کیا تو اُس نے اُسے کہا "تُو مجھے کیوں ستاتا ہے؟ (اعمال 9 باب 4 آیت)۔ "ہمارا خُداوند جس نے ذاتی طور پر اپنی خدمت کے دوران دُنیا کی نفرت اور عداوت کا تجربہ کیا، وہ آج بھی دُنیا کی عداوت اور نفرت کا تجربہ کرتا ہے اور اب جب کہ وہ اپنے جلال میں ہے تو بھی جب اُس کے پیروکار ستائے جاتے ہیں تو وہ دُنیا کی نفرت کا تجربہ کرتا ہے۔" (بروس)

iv. **اُس نے۔۔۔ مجھ سے بھی عداوت رکھی ہے:** "دُنیا اور یسوع ایک دوسرے کے حریف ہیں۔ دُنیا خُدا کو بھول کر خوش تھی لیکن یسوع اِس دُنیا میں اِس لیے آیا کہ وہ انسان کو دوبارہ خُدا کے پاس لیکر جائے۔" (ٹرینچ)

ج. **لیکن چونکہ تم دُنیا کے نہیں:** یسوع نے یہ بات ایک حقیقت کے طور پر بھی کہی اور ایک وضاحت کے طور پر بھی۔ اِس سے مزید اِس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ یہ دُنیا مسیح کے پیروکاروں سے کیوں عداوت رکھے گی۔ اور ایک طرح سے یہ شاگردوں کی ذات کی اصلیت کو بیان کرنے والی بات تھی—اور بہت ساری وجوہات کی بناء پر وہ اِس دُنیا کے نہیں تھے۔

i. **بلکہ مَیں نے تم کو دُنیا میں سے چن لیا ہے:** "دُنیا کی نفرت کی وجہ سے شاگردوں کے حوصلے پست نہیں ہونے چاہییں اور اُنہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے بلکہ اُنہیں اور زیادہ پُرجوش اور خوش ہونا چاہیے کہ دُنیا کی عداوت اور نفرت اُن کے مسیح میں اور مسیح کے وسیلے چنے جانے کی گواہی اور ضمانت ہے۔" (ڈوڈز)

د. اگر اُنہوں نے مجھے ستایا تو تمہیں بھی ستائینگے: یسوع کی زمینی خدمت کے دوران اُسے سب سے زیادہ نفرت اور عداوت کا سامنا مذہبی قیادت کی طرف سے کرنا پڑا جو خُدا کے لیے اِس دُنیا کی نفرت کا اظہار تھے۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک شخص ایک ہی وقت میں مذہبی بھی ہو سکتا ہے اور اِس دُنیا کا حصہ بھی ہو سکتا ہے۔

i. اگر اُنہوں نے میری بات پر عمل کیا تو تمہاری بات پر بھی عمل کرینگے: نوکس نے یسوع کی اِس بات کے آخری فقرے پر دیئے گئے زور کو بہت اچھے طریقے سے بیان کیا ہے۔ "جیسی توجہ اُنہوں نے میری باتوں پر دی ویسی ہی توجہ وہ تمہاری باتوں پر بھی دیں گے، یعنی کوئی توجہ نہیں دیں گے۔" (ٹاسکر)

2. (21-25 آیات) دُنیا شاگردوں کو یسوع کی کی شناخت کی وجہ سے رَد کر سکتی ہے۔

لیکن یہ سب کچھ وہ میرے نام کے سبب سے تمہارے ساتھ کرینگے کیونکہ وہ میرے بھیجنے والے کو نہیں جانتے۔ اگر مَیں نہ آتا اور اُن سے ہم کلام نہ کرتا تو وہ گنہگار نہ ٹھہرتے لیکن اب اُنکے پاس اُنکے گناہ کا عذر نہیں۔ جو مجھ سے عداوت رکھتا ہے وہ میرے باپ سے بھی عداوت رکھتا ہے۔ اگر مَیں اُن میں وہ کام نہ کرتا جو کسی دُوسرے نے نہیں کئے تو وہ گنہگار نہ ٹھہرتے مگر اب تو اُنہوں نے مجھے اور میرے باپ دونوں کو دیکھا اور دونوں سے عداوت رکھی۔ لیکن یہ اِسلئے ہوا کہ وہ قول پورا ہو جو اُنکی شریعت میں لکھا ہے کہ اُنہوں نے مجھ سے مفت عداوت رکھی۔

اَ. کیونکہ وہ میرے بھیجنے والے کو نہیں جانتے: اگر لوگ حقیقی خُدا کو جیسا کہ وہ ہے نہیں جانتے تو وہ اکثر اُن لوگوں پر حملے کرتے اور اُنہیں ایذارسانیاں پہنچاتے ہیں جو کسی نہ کسی طرح سے خُدا کی ذات کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اِس حقیقت کو دُکھ اُٹھانے والوں کے دل میں دُکھ دینے والوں کے لیے ہمدردی پیدا کرنی چاہیے۔

i. "لوگ اپنے خُدا یا اِس کائنات کے مالک کے بارے میں اپنا کوئی نہ کوئی تصور گھڑ سکتے ہیں، لیکن اُن کے اُس تصور میں اُنکی اپنی سوچ اور اِس دُنیا کی سوچ کا رنگ ہو گا۔ خُدا کی ذات کا بالکل درست ادراک اُس کے بیٹے سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔" (ٹرینچ)

ب. اب اُنکے پاس اُنکے گناہ کا عذر نہیں: کیونکہ یسوع اِس دُنیا میں آیا اور اُس نے اِس دُنیا سے کلام کیا اِس لیے یہ دُنیا خُدا کے بارے میں ایسی باتیں جان پائی جو وہ پہلے کسی طور پر نہیں جانتی تھی۔ اِس وجہ سے اب اُن کے پاس یسوع اور اُس کے باپ کو رد کرنے اور اُن سے نفرت کرنے کا کوئی عذر باقی نہیں۔ یسوع نے اِس دُنیا میں لوگوں کے درمیان کچھ ایسے کام کئے جو اُس سے پہلے کبھی کسی نے نہیں کئے تھے لیکن اِس کے باوجود اُنہوں نے اُسے رَد کیا اور اُس سے نفرت رکھی۔

i. وہ کام۔۔۔ جو کسی دُوسرے نے نہیں کئے: "اپنی زندگی اور اپنے کلام کے ذریعے سے یسوع نے انسانی گناہ کو رد کیا ہے اور اِس گناہ کی وجہ سے لوگوں کو تنبیہ کی ہے۔ وہ انسانوں کی اندرونی بے راہ روی، بداعمالی اور ریاکاری کو ظاہر کرتا ہے۔ اور جب انسانوں کی زندگی کے رازوں پر سے پردہ اُٹھتا ہے تو وہ اِس کے جواب میں نفرت، عداوت اور ایذارسانی کے ذریعے سے اپنا ردِ عمل ظاہر کرتے ہیں۔" (ٹینی)

ii. وہ کام۔۔۔ جو کسی دُوسرے نے نہیں کئے: اور پھر یسوع اپنے کلام اور اپنے کاموں کے ذریعے سے ہمارے سامنے اپنی الٰہی ذات کے ظہور کے دو پہلوؤں کو رکھتا ہے۔ اور اِن دونوں میں سے پہلے وہ اپنے کلام کا بیان کرتا ہے جو خُدا کی ذات کے بارے میں گہرا، بہت اہم اور خوبصورت مکاشفہ ہے اور وہ خُدا کی ذات کو مسیح کے معجزات سے زیادہ ظاہر کرتا ہے۔" (میکلیرن)

ج. **اُنہوں نے مجھ سے مفت عداوت رکھی:** یسوع نے یہ حوالہ زبور 69 کی 4 آیت میں سے دیا ہے (یا پھر غالباً زبور 35 کی 19 آیت میں سے) اور اُس نے اِس کے ذریعے سے دکھایا کہ کلام میں اِس حوالے سے پیشن گوئی ہو چکی تھی۔ لوگوں کے پاس یسوع اور اُس کے آسمانی باپ سے عداوت رکھنے کا کوئی عذر موجود نہیں تھا۔

i. "اُن کی طرف سے یسوع اور اُس کے آسمانی باپ سے دُنیا کی طرف سے عداوت کا رکھا جانا اُس سچائی کی نا قابلِ یقین تصدیق تھی جسے ہم زبور نویس کے الفاظ میں کچھ یوں دیکھتے ہیں، میرے ناحق دشمن؛ مجھ سے بے سبب عداوت رکھنے والے۔ (35 زبور 19 آیت؛ 69 زبور 4 آیت)" (ٹاسکر)

ii. "اِس حوالے میں طنز واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ وہ لوگ جو شرع کے عالم تھے وہی خُدا اور اُس کے بیٹے کی دشمنی کے بارے میں کی گئی نبوت کو پورا کر رہے تھے۔" (ٹینی)

iii. اب جب یسوع کے شاگرد اِس بات کی توقع کرتے ہیں کہ اُن کو دُنیا کی طرف سے نفرت اور عداوت کا سامنا ہو گا، اُن کو اِس بات کے بارے میں بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اُن سے اکثر یہ عداوت بلاوجہ رکھی جائے گی۔ پطرس نے اپنے خط میں اِس کے حوالے سے کچھ یوں بیان کیا ہے: اگر مسیح کے نام کے سبب سے تمہیں ملامت کی جاتی ہے تو تم مبارک ہو کیونکہ جلال کا رُوح یعنی خُدا کا رُوح تم پر سایہ کرتا ہے۔ تم میں سے کوئی شخص خونی یا چور یا بدکار یا اوروں کے کام میں دست انداز ہو کر دکھ نہ پائے۔ لیکن اگر مسیحی ہونے کے سبب سے کوئی شخص دکھ پائے تو شرمائے نہیں، بلکہ اِس نام کے سبب سے خُدا کی تمجید کرے۔ (1 پطرس 4 باب 14-16 آیات)

3. (26-27 آیات) رُوح القدس کی گواہی اور شاگرد

لیکن جب وہ مددگار آئیگا جسکو مَیں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجونگا یعنی رُوحِ حق جو باپ سے صادِر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دیگا۔ اور تم بھی گواہ ہو کیونکہ شروع سے میرے ساتھ ہو۔

اَ. **جب وہ مددگار آئیگا:** یسوع نے پہلے بھی ایک مددگار بھیجنے کے حوالے سے بات کی ہے (یوحنا 14 باب 16، 26 آیات)۔ شاگردوں سے جُدا ہونے والا یسوع جانتا تھا کہ اِس دُنیا کا سامنا کرنے کے لیے جو اُس سے اور اُسکے شاگردوں سے ناحق عداوت رکھتی ہے اُن کو اپنے ساتھ رُوح القدس کی حضوری اور موجودگی کی ضرورت ہے۔

i. **جسکو مَیں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجونگا:** یہ ایک فقرہ مشرقی اور مغربی کلیسیاؤں میں تنازعے کا سبب بنا ہے، دونوں فریقین میں یہ بحث ہے کہ آیا رُوح القدس صرف باپ کی طرف سے بھیجا گیا تھا یا پھر باپ اور بیٹے دونوں کی طرف سے۔

ii. "اگرچہ اِس بات کی واضح دلالت ملتی ہے کہ آنے والا مددگار اُسی بنیاد پر کام کرے گا جو خُدا بیٹے نے رکھی تھی، لیکن یہاں پر یہ لکھا گیا ہے کہ وہ باپ کی طرف سے بھیجا جائے گا۔ جبکہ نقائیہ کے عقیدے میں مشرقی اور مغربی کلیسیا میں اِس بات پر واضح تنازع نظر آتا ہے۔" (ٹاسکر)

iii. "مغربی کلیسیا کی طرف سے یہ آیت اِس طرح سے پیش کی گئی کہ وہ جسے باپ اور بیٹے کی طرف سے بھیجا جائے گا۔ یا جسے مَیں اپنی اور باپ کی طرف سے بھیجونگا۔ اُن کے اِس بیان کو بالکل درست مانا جا سکتا ہے کیونکہ کلام کی روشنی میں ہمیں یہ بیان ملتا ہے کہ رُوح القدس باپ کی طرف سے بھیجا جائے گا اور یہ بیان بھی ملتا ہے کہ وہ بیٹے کی طرف سے بھیجا جائے گا۔ بہر حال یہاں پر بنیادی اعتراض یہ ہے کہ کلیسیا کے ایک حصے کا

اپنے آپ الفاظ میں کمی بیشی کر لینا درست نہیں اور اِس آیت کو اِس طرح سے پیش کرنے سے پہلے اُسے دیگر کلیسیا سے بھی پوچھنا چاہیے تھا۔" (بروس)

ب. **وہ میری گواہی دیگا:** یسوع نے اپنے شاگردوں کو بتایا تھا کہ وہ مددگار یعنی رُوح القدس یسوع کی تعلیمی خدمت کو جاری رکھے گا(یوحنا14 باب26 آیت) یہاں پر وہ بیان کرتا ہے کہ وہ مددگار یسوع کی گواہی دے گا اور اُس کے بارے میں بات کرے گا۔

i. ہر وہ بات یا ہر وہ کام جو رُوح القدس کرے گا وہ یسوع کی تعلیمات اور اُس کی گواہی کے ساتھ ہم آہنگ ہو گا۔ رُوح القدس کا کام ہمیں یہ بتانا اور دکھانا ہے کہ یسوع کون ہے۔ اگر ہمارے ارد گرد کچھ ایسی رُوحانی نوعیت کی چیزیں وقوع پذیر ہوتی ہیں جو یسوع کی ذات اور اُس کی تعلیمات کے ساتھ ہم آہنگ نہیں ہیں تو ہمیں جان لینا چاہیے کہ اُن کو کرنے والا رُوح القدس نہیں ہے۔ رُوح القدس اپنے ہر ایک کام میں یسوع مسیح کی گواہی دے گا۔

ج. **اور تم بھی گواہ ہو:** شاگردوں کو یسوع نے اِس دُنیا میں یونہی نہیں چھوڑ دیا تھا کہ وہ دُنیا کے ظلم و ستم اُٹھائیں۔ بلکہ وہ اِس دُنیا میں اِس لیے ہیں کہ رُوح القدس اور مسیح کی گواہی سے قوت پا کر وہ اِس بات کی گواہی دیں گے کہ یسوع کون ہے اور اُس نے اِس دُنیا کو نجات دلانے کے لیے کیا کچھ کیا ہے۔

i. "پس اُس گواہی دینے والے کی گواہی اور رسولوں کی گواہی دراصل ایک ہی گواہی ہے۔" (ٹاسکر)

ii. "اُن کی گواہی رُوح القدس کی گواہی کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ یہ وہی یسوع ہے جس کے بارے میں وہ بھی رُوح کی طرح گواہی دیتے ہیں اور یہ وہی نجات ہے جس کے بارے میں وہ بیان کرتے ہیں۔ اور اِس کے ساتھ ساتھ یہ رسولوں کی گواہی تھی، وہ یہ سوچ کر آرام سے بیٹھ نہیں سکتے تھے کہ صرف رُوح القدس ہی گواہی دیتا رہے۔" (مورث)

iii. رسولوں کی طرف سے یسوع کی گواہی کے دیئے جانے کا ایک خاص اطلاق دیکھا جا سکتا ہے۔ "اِس آیت میں اُس گواہی کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے جسے دینے کے لیے رُوح القدس نے رسولوں کو قوت بخشی۔(لوقا باب1 باب2 آیت)۔" (ایلفرڈ) یہی رُوح القدس کی عظیم سچائی کی وہ گواہی ہے جسے دینے کے لیے خُدا نے انسانوں کو استعمال کیا، جو رُوح القدس کی تحریک سے قلمبند ہوئی اور ہمارے پاس انجیل کی صورت میں موجود ہے، اور رُوح القدس کی قدرت سے ہی اِس گواہی کا رُوحانی پہلو یہ ہے کہ یہ ہر ایک ایماندار کے دل میں ہر وقت موجود ہوتی ہے۔

د. **کیونکہ شروع سے میرے ساتھ ہو:** یسوع کے شاگرد اِس بات کے اہل تھے کہ وہ اُس کی گواہی دیں کیونکہ وہ اُس پر اپنے خُداوند کے طور پر اعتقاد رکھتے تھے، اُن کے پاس رُوح القدس کی ہدایت تھی اور ایک خاص مدت تک وہ یسوع مسیح کے ساتھ رہے تھے۔ وہ یسوع مسیح کی زندگی کا حصہ تھے اور یسوع اُن کی زندگیوں کا حصہ تھا۔